جلد ۵۲/۱۷ ۔ ۱۸ ہجرت ۱۳۴۲ ہش ۔ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۔ ۱۸ مئی ۱۹۶۳ء ۔ نمبر ۱۱۶

"کتاب کی ضبطی کے حکم سے مجھے بہت دکھ ہوا ہے اور اس پر میں حیران ہو کر رہ گیا ہوں"

صدرِ مملکت کی خدمت میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن جناب غلام حیدر بھروانہ کا مکتوب

پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن جناب غلام حیدر بھروانہ نے صدرِ مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کر کے ان سے درخواست کی ہے کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی سے متعلق حکومتِ مغربی پاکستان نے جو حکم صادر کیا ہے اسے فوری طور پر واپس لیا جائے۔ آپ کے انگریزی مکتوب کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

جنابِ عالی!

حکومتِ مغربی پاکستان کے گزٹ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء کو پڑھ کر جس کی رو سے بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا تحریر کردہ کتابچہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" ضبط کر لیا گیا ہے مجھے بہت دکھ ہوا ہے اور اس پر میں حیران ہو کر رہ گیا ہوں۔ حکومت کا یہ اقدام ہر لحاظ سے غلط مشورہ پر مبنی، نادانی پر غیر دانشمندانہ اور غیر منصفانہ ہے اور مذہبی آزادی میں دخل اندازی کے مترادف ہے۔ جناب کی اطلاع کے لئے مزید عرض ہے کہ یہ کتابچہ ۱۸۹۷ء میں لکھا گیا تھا اور ہر چند کہ یہ عیسائیت کے خلاف تھا اور حکومت خود عیسائیوں کی تھی پھر بھی برطانوی راج میں اسے ضبط نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ایک مسلم حکومت کی طرف سے اس کا ضبط کیا جانا افسوسناک ہے اندریں حالات درخواست ہے کہ ضبطی کا حکم فوری طور پر واپس لیا جائے۔

مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۶۳ء

تابعدار غلام حیدر بھروانہ
ممبر نیشنل اسمبلی (جھنگ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

لاہور ۱۶ مئی بوقت سوا نو بجے شب

آج صبح پونے نو بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ سے روانہ ہو کر سوا گیارہ بجے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت لاہور پہنچ گئے۔ راستہ میں کوفت کی وجہ سے کچھ ضعف رہا۔ شام کے قریب طبیعت نسبتاً بہتر ہو گئی۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

صاحبزادی سیدہ امۃ النور صاحبہ کے لئے خاص دعا کی تحریک

لاہور ۱۷ مئی (بذریعہ فون) لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج صبح مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی صاحبزادی سیدہ امۃ النور صاحبہ سلمہا کا میو ہسپتال لاہور میں اپنڈکس کا اپریشن ہو رہا ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریشن کامیاب ہو اور مولا کریم صاحبزادی صاحبہ کو جلد شفائے کامل عطا فرمائے۔ آمین

یورپ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ رونما ہونے والا عظیم الشان انقلاب

سکنڈے نیویا کے دو سابق عیسائی جوابِ اسلام کے پُرجوش مبلغ ہیں

اسلام کی تائید میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے عظیم المرتبت لٹریچر کی مدد سے یورپ کے عیسائی ملکوں میں جو عظیم روحانی انقلاب رونما ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سکنڈے نیویا کے نومسلموں میں سے جو پہلے سب کے سب عیسائی تھے دو نومسلموں نے یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اب وہ اس تاریخ سے ہی ڈنمارک اور سویڈن میں وہاں کے عیسائی باشندوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں

اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور خدمتِ اسلام کے جذبہ کو فزوں سے فزوں تر کرے اور ان کی تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے آمین

امریکہ کے بعض مخلص احمدیوں اور زیر تبلیغ دوستوں کے لئے دعا کی تحریک

مبلغ انچارج امریکہ مکرم صوفی عبدالغفور صاحب نے امریکہ سے مندرجہ ذیل امور کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

(۱) ایک ہسپانوی خاتون جو مخلص احمدی ہیں اپنی والدہ کی ہدایت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

(۲) پٹس برگ کے ایک مخلص احمدی کارکن احمد شہید صاحب بیمار ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(۳) سلیمان الہادی صاحب ایک مخلص احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو مقدمہ سے براءت بخشے۔

(۴) ایک امریکی انجینئر زیر تبلیغ ہیں وہ طمانیت قلب کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(۵) ایک خاتون زیر تبلیغ تھیں اب قبولیت اسلام پر آمادہ تو ہیں مگر اب تک غور کر رہی ہیں ان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شرح صدر سے قبولیت کی توفیق بخشے آمین

(وکالت تبشیر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۶۳ء

قرآن کریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قرآن کریم نے ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے پیروؤں پر یہ احسان کیا ہے کہ آپ کو اور آپ کی والدہ ماجدہ کو یہودیوں کے گندے اعتراضات سے بری فرمایا ہے تو دوسری طرف اس نے عیسائیوں کو بھی متنبہ کیا ہے کہ وہ غلو سے پرہیز کریں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا مقام نہ دیں جو نعوذ باللہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور شریک بنانے والا ہو۔ چنانچہ یہودیوں کے متعلق تو قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ

وقولهم انا قتلنا المسيح
عيسى ابن مريم رسول الله
وما قتلوه وما صلبوه
ولكن شبه لهم و
ان الذين اختلفوا فيه
لفي شك منه ما لهم به
من علم الا اتباع الظن
وما قتلوه يقينا۔ بل
رفعه الله اليه وكان الله
عزيزا حكيما (سورۃ نساء ۱۵۶/۱۵۷)

اس سورہ میں آگے اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق۔ انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته القاها الى مريم وروح منه فآمنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلاثة انتهوا خيرا لكم انما الله اله واحد سبحانه ان يكون له ولد له ما في السموات وما في الارض وكفى بالله وكيلا لن يستنكف المسيح ان يكون عبدا لله ولا الملائكة المقربون ومن يستنكف عن عبادته ويستكبر فسيحشرهم اليه جميعا

(سورہ نساء ۱۷۱/۱۷۲)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب میں سے یہودیوں کو خطاب کرتے کرتے معاً خاص طور پر عیسائیوں سے مخاطب ہو جاتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں نے اس بارہ میں اپنے اپنے دین میں غلو کیا ہے یہودیوں نے تو نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور موت کے متعلق الزام لگایا ہے اور آپ کی والدہ پر بہتان باندھا ہے اور اس طرح ظلم کر کے عذاب کے مورد بن گئے ہیں اور عیسائیوں نے ایک غلو تو یہ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو نعوذ باللہ لعنتی تسلیم کر لیا ہے اور دوسرا غلو یہ کیا ہے کہ آپ کو اور آپ کی والدہ کو خدا تو یا خدا کا بیٹا مان لیا ہے جو صریح شرک ہے اور بتایا ہے کہ خدا تین نہیں ہیں بلکہ خدا واحد ہے اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کو بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کا کلمہ تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم صدیقہ کی طرف ڈالا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح تھے نہ کہ غیر اللہ کی طرف سے جیسا کہ یہودی الزام لگاتے ہیں۔ وہ ہرگز نہ تو خدا تھے اور نہ خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح تھے جو مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو واحد ذات ہے اس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ کوئی شریک ہے۔ اسی نے یہ تمام مخلوق اور اشیا پیدا کی ہیں جو زمین اور آسمان میں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ بھی اسی مخلوق میں سے ہیں ان کو بلحاظ خلقت کے کسی پر کوئی ترجیح نہیں اللہ تعالیٰ پھر ایک یہ دلیل بھی دیتا ہے کہ جو مقام ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا ہے یہی آپ کا مقام ہے اور اس مقام کو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام برا نہیں منائیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں بلکہ مقرب فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا برا نہیں مناتے اور جو کوئی اپنے آپ کو بندہ ماننے سے برا مناتا ہے اور تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو ضرور اپنے پاس اکٹھا کرے گا جس سے ثابت ہو جائیگا کہ یہ سب عبد تھے اور ہرگز خدا تو یا خدا کے بیٹے وغیرہ نہیں تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حقیقی دین کو اس طرح پیش کرتا ہے:۔

فاما الذين آمنوا وعملوا الصالحات فيوفيهم اجورهم ويزيدهم من فضله واما الذين استنكفوا واستكبروا فيعذبهم عذابا اليما ولا يجدون لهم من دون الله وليا ولا نصيرا۔

(سورہ نساء ۱۷۲/۱۷۳)

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ اصل چیز ایمان باللہ اور اعمال صالح ہیں اور جو لوگ ایمان لاتے اور اعمال صالح بجا لاتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ سے پورا پورا انعام حاصل کرتے ہیں۔ نہ تو یہودیوں کی طرح صرف ظاہر اعمالِ شریعت پر زور دیتے ہیں اور نہ عیسائیوں کی طرح صرف ایمان کو کافی سمجھتے ہیں بلکہ انسان کی فلاح اس امر میں ہے کہ وہ ایمان بھی لائے اور اعمال صالح بھی بجا لائے۔ جو لوگ اس کو برا مناتے ہیں اور تکبر ظاہر کرتے ہیں وہ سخت عذاب کے مستحق ہوتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ انسانوں سے جن میں یہودی نصاریٰ اور سب دوسرے مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں خطاب کر کے فرماتا ہے:۔

يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم وانزلنا اليكم نورا مبينا فاما الذين آمنوا بالله واعتصموا به فسيدخلهم في رحمة منه وفضل ويهديهم اليه صراطا مستقيما۔

(سورہ نساء ۱۷۴/۱۷۵)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کے سامنے دین اسلام کی حقانیت کے متعلق دلیل رکھدی ہے اور ہم نے تمہاری طرف اپنا کھلا کھلا نور بھیج دیا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اسکو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں تو وہ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت میں داخل کریگا اور ان پر اپنا فضل کرے گا اور اپنی طرف ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کے اس حصہ میں نہ صرف یہودیوں اور نصاریٰ کے دینوں کی غلطیاں دکھائی ہیں بلکہ حقیقی دین کی طرف بھی رہنمائی کی ہے اور بتایا ہے کہ یہودی بھی اپنے دین میں غلو کرتے ہیں اور نصاریٰ بھی کرتے ہیں دونوں سیدھے راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

اس مضمون سے ہماری غرض صرف یہ نہیں دکھانا کہ قرآن کریم نے کس طرح یہودیوں کے الزامات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بریت کی ہے بلکہ اصل غرض یہ دکھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ عیسائیت کی کس زور سے تردید کی ہے اور یہ کہ اسلام ہی نے دین کا صحیح نظریہ پیش کیا ہے اور ضروری ہے کہ تمام دنیا کے انسان جس میں یہودی اور عیسائی بھی شامل ہیں اپنے غلط دینوں کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات کے متعلق وہ نظریہ تسلیم کریں جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی ان ہدایات کی روشنی ہی میں موجودہ عیسائیت کی پُرزور تردید فرمائی ہے اور مسیحیت کے مشرکانہ عقاید پر ضرب کاری لگائی ہے جس کا سب نے اعتراف کیا ہے۔

کشتیٔ نوحؑ گذر جاتی ہے طوفانوں سے

جانتا کون ہے بہتر یہ مسلمانوں سے
کشتیٔ نوحؑ گذر جاتی ہے طوفانوں سے

قافلے دین کے رُکتے ہیں کہیں روکے سے
خود ہمالہ بھی اُکھڑ جاتے ہیں ایمانوں سے

ان چراغوں سے اگر جل نہ اٹھے تیرا چراغ
قصّے پہلوں کے زیادہ نہیں افسانوں سے

ساقیا دیتا ہے کیا ناپ کے قطرہ قطرہ
بادہ آشام تو پیتے نہیں پیمانوں سے

عقل والوں کو اگر عقل خدا دے تنویرؔ
عقل والے کبھی پھر اُلجھیں نہ دیوانوں سے

مقدّس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عظیم الشّان اسلامی خدمات

اور

سمجھدار اور قدرشناس مسلمانوں کی طرف سے برملا اعتراف

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّظلہ العالی

قسط نمبر ۲

مَیں نے اپنے مضمون کی پہلی قسط مطبوعہ الفضل ۵ مئی ۱۹۶۳ء میں اخبار کرزن گزٹ دہلی جون ۱۹۰۸ء کا حوالہ درج کرکے یہ ثابت کیا تھا کہ کس طرح مقدّس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد سمجھدار قدرشناس دردمند دل رکھنے والے مُسلمانوں نے آپ کی اُن عظیم الشان اسلامی خدمات کا اعتراف کیا جو آپ نے مسیحیوں اور آریوں کے اُن ناپاک اعتراضوں کے ردّ میں سرانجام دیں جو وہ اسلام کے خلاف کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت مرزا صاحب کے شاندار دفاع اور لاجواب مگر پُرامن حملوں کی وجہ سے یہ دونوں قومیں بالکل لاجواب ہوگئیں اور اسلام کے خلاف اُن کا منہ بند ہوگیا۔ مسیحیت کے خلاف یہ زبردست حملے زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے بالکل ضروری تھے۔ کیونکہ مسیحیوں نے اسلام کو کمزور پاکر اور مسلمانوں کو خاموش اور بے بس دیکھ کر اسلام پر ایسے حملے شروع کردیئے تھے کہ جن کی وجہ سے اسلام کی عمارت بظاہر گرتی نظر آتی تھی۔ اس لئے مقدّس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے **رسول پاک** صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور خدائی حکم کے مطابق یہ دعوےٰ فرمایا تھا کہ اسلام کا مسیح اپنے پُرزور لٹریچر اور زبردست علم کلام اور روحانی نشانات سے **صلیب** کے زور کو توڑ کر رکھ دے گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ سے تنگ آکر عیسائیوں نے ہندوستان میں اپنے بوریئے بسترے باندھنے شروع کردیئے۔

مگر پاکستان بننے کے بعد جہاں خداتعالےٰ نے مسلمانوں کو آزادی کی نعمت سے نوازا وہاں اِس ملک میں یہ کمزوری بھی پیدا ہوگئی کہ اُسے مالی امداد کے لئے امریکہ کے سامنے **دستِ سوال** دراز کرنا پڑا اور امریکہ نے پاکستان کی حد سے بڑھی ہوئی رواداری اور دوسری طرف مالی تنگی سے فائدہ اٹھا کر پاکستان میں اتنے عیسائی مشنری بھجوا دیئے کہ گویا اُن کا ایک **سیلاب** آگیا اور کمزور طبیعت کے مسلمان جو اپنے دین سے ناواقف تھے اسلام کو خیرباد کہنے لگے۔

ان حالات میں اِس بات کی بدرجۂ اولیٰ ضرورت تھی کہ مقدّس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پُرزور لٹریچر کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جاتا تاکہ مسیحیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکے اور کمزور دل مسلمان اِس لٹریچر کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ طاقت اور زیادہ سے زیادہ سہارا حاصل کریں۔ مگر خدا حکومت کو سمجھ دے۔ ہوا یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے لٹریچر کو زیادہ وسیع طور پر پھیلانے اور مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط اور اُن کے قدموں میں استواری پیدا کرنے کی بجائے حکومت نے۔ ہاں مسلمان کہلانے والی حکومت نے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اُس کتاب کو جو آج سے چھیاسٹھ سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اور اسے مسیحی حکومت پچاس سال تک غیر معمولی فراخ دلی کے ساتھ برداشت کرتی چلی آئی تھی ضبط کرلیا ہے

یہ ناانصافی غالباً دُنیا میں اپنی نوعیت کی اوّل درجہ کی ناانصافی ہے کہ کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو تو پاکستان بننے سے پہلے ملک کی عیسائی حکومت پچاس سال تک برداشت کرے اور اسے قابلِ اعتراض خیال نہ کرے۔ مگر اب چھیاسٹھ سال بعد جبکہ اس کتاب کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور دوسری طرف ملک میں مسیحی مشنریوں کا سیلاب آیا ہوا ہے حکومتِ پاکستان نے اسے بحق سرکار ضبط کرنا ضروری خیال کیا ہے۔ حالانکہ اِس میں کوئی بات ایسی نہیں جو حقیقی رنگ میں دل آزار یا اشتعال انگیز ہو۔ بلکہ جو کچھ لکھا گیا ہے مسیحی معتقدات کی بناء پر لکھا گیا ہے اگر جائز تنقید سے کسی کتاب کو ضبط کیا جاسکتا ہے تو پھر انجیل اور تورات کو بھی ضبط کرنا ہوگا جو بہت سی دل آزار باتوں سے بھری پڑی ہیں۔ بلکہ (خاکم بدہن) بقول دشمنانِ اسلام قرآن پاک کو بھی ضبط کرنا ہوگا جس کے بعض حصوں میں جائز طور پر عیسائیوں اور مشرکوں کے متعلق کافی سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

یہ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ مقدّس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد تو سمجھدار قدرشناس مسلمانوں نے آپ کی شاندار

اسلامی خدمات کو انتہائی قدر شناسی کی نظر سے دیکھا اور آپ کے اسلامی لٹریچر کو سر آنکھوں پر رکھا مگر اب آکر جبکہ مسیحی مشنریوں نے اسلام کے خلاف تازہ حملے شروع کر رکھے ہیں موجودہ وقت کی مسلمان حکومت حضرت مرزا صاحب کی ایک ایسی کتاب کو ضبط کرتی ہے جو آج سے چھیاسٹھ سال پہلے عیسائی حکومت کے زمانہ میں مسیحیت کے خلاف اور اسلام کی تائید میں لکھی گئی۔ العجب ثمّ العجب !!

مَیں نے ایک حوالہ اپنے گذشتہ مضمون مطبوعہ الفضل ۱۵ رمئی میں دیا تھا۔ اب اسی قسم کا ایک دوسرا حوالہ جو مشہور غیر احمدی اخبار "وکیل" امرتسر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر چھپا تھا اور غالباً مولانا ابو الکلام آزاد کا لکھا ہوا ہے۔ درج ذیل کرتا ہوں۔ اخبار "وکیل" نے لکھا تھا کہ:-

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا (یعنی دنیا نے اُس کی قدر نہیں کی) ......

مرزا صاحب کی اِس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو۔ ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو۔ محسوس کرا دیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہو گیا ہے ......

اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اِس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اِس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اُس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقۃً اُس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اُڑنے لگا ...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اِس شان کا شخص پیدا ہو"

(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

پاکستان کی مسلمان حکومت یعنی صدر صاحب مملکتِ پاکستان اور گورنر صاحب مغربی پاکستان اور وزراء صاحبان مغربی پاکستان اور ہوم سیکرٹری صاحب مغربی پاکستان خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر اور انصاف کے نام پر اِس حوالے کو دیکھیں کہ آج سے پچپن ۵۵ سال پہلے سمجھدار قدر شناس دردمند دل رکھنے والے مسلمانوں نے مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات کو کس نظر سے دیکھا! مگر اِس کے مقابل پر آج کے مسلمان حکام جبکہ ملک میں عیسائی مشنریوں کا سیلاب آ رہا ہے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے متعلق کیا رویہ اختیار کر رہے ہیں؟ دنیا کی حکومتوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کے سروں پر ایک خدا کی حکومت بھی ہے اور وہ اُن کی ناانصافی کو دیکھ رہا ہے۔ والسلام

خاکسار **مرزا بشیر احمد**

ربوہ ۱۵/۵/۶۳

ایک معزز غیر احمدی دوست کا مکتوب

بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب کی ضبطی

انصاف پسند حلقوں میں ہرگز پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھی جا سکتی

سکھر
مورخہ ۱۴ رمئی ۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "الفضل" ربوہ

السلام علیکم

مجھے اخباروں سے یہ معلوم کر کے بڑا دکھ ہوا کہ ایک عیسائی کے جواب میں لکھی ہوئی جماعت احمدیہ کے بانی کی ایک کتاب جس کا عنوان "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" ہے حکومتِ مغربی پاکستان نے ضبط کر لی ہے۔ گو میں احمدیہ جماعت سے نظریاتی اختلاف رکھتا ہوں لیکن عیسائیوں کے خلاف احمدیوں کے لٹریچر کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس معاملے میں ان کی تمام تصنیفات لائق صد ستائش ہیں۔ عیسائیوں کی معاندانہ تبلیغی کوششوں کے پیشِ نظر ایسی کتاب کی ضبطی انصاف پسند حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے بانی جماعت احمدیہ نے اپنی اس کتاب میں اسلام کی مؤثر طور پر مدافعت کی ہے۔ افسوس ہے کہ جس اقدام کے لئے عیسائی حکومت نے اپنے دور میں کوئی جواز نہ پایا وہ ایک اسلامی حکومت کو آج نظر آ گیا۔ یہ اقدام میری نظر میں عیسائیت نوازی کے مترادف ہے۔ اس سلسلہ میں آپ لوگوں کا احتجاج ہر انصاف پسند اور جمہوریت نواز افراد کی ہمدردی کا مستحق ہے۔ خدا کرے کہ حکومت اس حکم کو جلد واپس لے لے۔

احقر

ضیاء الحق ایم۔ اے

سکھر

ناروا ضبطی

(ایک دردمند خادمِ اسلام کے قلم سے)

ہر احمدی نے یہ خبر دھڑکتے دل کے ساتھ پڑھی کہ حکومت مغربی پاکستان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" اس بناء پر ضبط کر لی ہے کہ اس سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان نفرت اور کشیدگی کے جذبات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس خبر سے کس احمدی کا دل ہوگا جو مجروح نہ ہوا ہوگا؟ کس احمدی کی آنکھ ہوگی جو اشکبار نہ ہوئی ہوگی؟ کس احمدی کا گلا ہوگا، جس میں حلق سے پھندا نہ پڑ گیا ہوگا؟ اگر ہمارے سروں پر ہتھوڑے چلا دیئے جاتے اور ہمارے سینوں میں چھُرے یا بھالے گھونپ دی جاتیں تو شاید اس سے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی اس بات سے ہوئی ہے کہ یہ قرار دیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی تحریر دلآزاری یا منافرت کی خاطر لکھی گئی ہو۔ یقیناً ہمارے سینے اس دکھ اور رنج سے فگار اور ہماری آنکھیں اپنے مولائے حقیقی کے حضور اشکبار ہیں اور اس اقدام پر جس طرح ہمارا احتجاج زمین پر ہے۔ اسی طرح ہماری آہ و زاری عرشِ معلےٰ کے مالک کے حضور میں ہے۔

اندھیر ہے کہ وہ شخص جو دنیا کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر آیا۔ جس نے مصیبت زدہ اور دکھی انسانیت کو امن و راحت اور محبت کا پیغام دیا۔ جس نے قوموں کے دل بدل دیئے۔ جس نے ذاتوں کی تمیز اُڑا دی، جس نے پٹھانوں، مغلوں اور سیّدوں اور جلاہوں اور کمہاروں اور چوہڑوں کو اسلام اور محمد رسول اللہؐ کے نام پر ایک دسترخوان پر جمع کر دیا جس نے مدت کے پھٹے دلوں کو جوڑ دیا۔ اس کو کہا جائے کہ تمہاری فلاں تحریر مناقشت اور منافرت کا باعث ہے۔ العجب ثم العجب۔ ہم دوسروں کے ساتھ تو کیا اپنے سگے بھائیوں سے مل بیٹھنے کے روادار نہیں تھے۔ ہم چپہ بھر زمین کے ٹکڑے پر کٹ مرتے تھے۔ ہم اپنی شادیوں میں کنجنیاں نچانے اور مجرے کروانے پر تو لاکھوں روپے اُڑانے کے لئے تیار تھے۔ لیکن خدا اور رسول کے نام پر ایک دھیلہ بھی ہماری جیب سے نہ نکلتا تھا۔ ہم سینماؤں اور تھیٹروں اور ناچ رنگ کے روگراموں میں دن رات غرق تھے۔ قرآن ہمارے لئے ایک معمولی سی کتاب تھی۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا اور ہمیں ایک دردمند دل والا امام عطا کیا جس نے اپنے خون کے آنسوؤں سے ہمارے گناہوں کو دھو ڈالا اور ہمیں پھر از سر نو آدمی بنا دیا۔ اور آج ہم کہتے ہیں کہ اس کی تحریر منافرت اور مناقشت کا باعث ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ وہی شخص ہے جو بلند آواز سے منادی کرتا ہے:

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے۔ اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ...... میں حلفاً کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے۔ نہ کسی اور عدالت میں اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے"۔ (سراج منیر)

پھر فرمایا:-

"ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا۔ جب تک کہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لئے اور میری نصیحت یہی ہے کہ دلوں کو صاف کرو۔ اور تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اختیار کرو اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ تہذیب یہی ہے افسوس کہ یہ لوگ دوسری قوموں سے انتقام لینے کے لئے سخت حریص ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ عفو اور درگزر کرو اور کینہ ور اور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو۔ تا آسمان پر تم سے رحم ہو۔ اور میں نے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر کر کے دکھلا دیا۔ اور میں نے ہرگز پسند نہیں کیا۔ کہ جو شخص شر کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے میں بھی شر کا ارادہ کروں" (کشف الغطاء)

پھر فرمایا:-

"کسی پر تکبر مت کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور اس کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر" (کشتی نوح)

اگر یہ دل دردمند نہیں اگر یہ دل محبت کا سرچشمہ نہیں۔ اگر اس سمندر میں مٹھاس نہیں تو پھر نہ سورج سورج ہے اور نہ چاند چاند اور نہ یہ دنیا کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ بلکہ ایک واہمہ اور خواب ہے۔ ہمارے باور کرنے کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں، وہ شخص جو دنیا کے لئے امن محبت اور سلامتی اور آشتی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ اس کی کوئی تحریر منافرت پھیلانے کا باعث ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

—————— (۲) ——————

یہ کتاب کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ ایک صاحب سراج الدین نامی جو نسلاً مسلمان تھے اور پھر عیسائی ہو گئے۔ اور قادیان آ کر دوبارہ مسلمان ہوئے۔ اور پھر دوبارہ عیسائیت کے جنگل میں جا پھنسے کے بعض سوالات کے جواب میں ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ سوالات کا صحیح جواب دے۔ ایک عام آدمی بھی اس فرض کو ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ ایک امام کے بارے میں اور اس شخص کے بارے میں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ صحیح صحیح جواب نہیں دے گا۔ دنیا جانتی ہے کہ مذہبی لیڈر کا فرض ہوتا ہے کہ وہ مخلوقِ خدا کو ان کے سوالات کے ایسے جواب دے۔ جو دیانتدارانہ ہوں۔ اور ان کی تشفی کا موجب ہوں۔ مذہب کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے کہ چاہا تو اس میں حصہ لے لیا۔ اور چاہا تو اس سے اغماض اور اعراض کر لیا۔ مذہب نہ صرف اس دنیا کی صحیح زندگی کے لئے ضروری ہے بلکہ آئندہ جہان کی زندگی کا سارا دارومدار اس پر ہے۔ اگر آج کوئی شخص سچا مذہب حاصل کرے۔ تو وہ جنت اور ابدی خوشیوں اور راحتوں کا وارث ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی سچے مذہب سے محروم رہے۔ تو اس کے لئے ابدی جہنم اور ہمیشہ کی سزا اور دکھ ہے۔ کیا پھر اس شخص کا جو کسی مذہب کا امام ہو یہ حق نہیں ہو جاتا یا یہ فرض نہیں ہو جاتا کہ وہ کھول کر مخلوقِ خدا کو سچے مذہب اور جھوٹے مذہب میں فرق کر کے دکھلائے۔ سچے مذہب میں قطعاً کسی مداہنت یا Compromise کی گنجائش نہیں۔ خصوصاً اسلام اور عیسائیت کی تلواریں تو ہرگز ایک میان میں نہیں رکھی جا سکتیں۔ یا مسیح ناصری خدا تھے۔ اور یا ان کی خدائی کا عقیدہ رکھنا شرک کفر اور ابدی جہنم کا باعث ہے، کیا یہ دو عقیدے بیک وقت سچے ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔ اگر ایک کو سچا مانا جائے گا تو دوسرے کو جھوٹ بلکہ اشد ترین اور پلید ترین جھوٹ قرار دینا ہوگا اور ایسا کہنا ہوگا اور علی الاعلان کہنا ہوگا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو ایک امام وقت خدا تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دے گا جب اس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ

ھل بلّغت رسالتک:

پس ہر نبی اور امام کو جس کو ایک قوم کی قوم اور ایک امت کی امت اپنا امام تسلیم کرتی ہو یہ خاص حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے عقائد کی بطلان زور دار الفاظ میں

کرے یہ حق اور کسی کو نہیں ہوتا۔ ہر ڈاکٹر کا حق ہوتا ہے کہ وہ بیمار عضو کو دیکھ کر اپنی نشتر سے اس کے ٹکڑے اڑا دے اور یہ حق دنیا کے ہر ملک میں تسلیم کیا جاتا ہے اگر ڈاکٹر کے علاوہ کوئی اور ایسی کارروائی کرنا چاہے تو ضرب شدید کا مجرم قرار دیا جاتا ہے ایسا ہی حال مصلح ربانی اور مذہبی ائمہ کا ہے۔ پس اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ بعض تلخ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعض کتب میں استعمال فرمائے ہیں تو وہ صرف ڈاکٹر کا نشتر ہیں اور ان کا استعمال جائز اور برحق ہے۔

اسی حق کو تسلیم کرتے ہوئے قرآن مجید میں بعض الفاظ استعمال ہوئے ہیں جیسے

همّاز مشّاءٍ بنمیم ۔ عتلّ
بعد ذالک زنیم

اور یہی حق سابقہ انبیاء نے استعمال کیا اور اسی حق کو استعمال کرتے ہوئے مسیح علیہ السلام نے فرمایا

"پاک چیزیں کتّوں کو نہ دو اور
اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ
ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ ان کو پاؤں
تلے روندیں اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں"
(متی ٧/٦)

ہر مذہبی امام کا فرض ہوتا ہے کہ وہ جھوٹے مذاہب کے تار و پود کو کھول کر رکھدے اور ایسے انداز سے تجزیہ کرے کہ تمام دنیا پر جھوٹے عقائد کا بطلان ظاہر ہو جائے خواہ اسے اس کے لئے بعض تلخ باتیں بھی کہنی پڑیں۔ کیا ممکن ہے کہ وہ جانتے بوجھتے مخلوق خدا کو دجل اور افترا اور جھوٹ کے جہنم میں گرنے دے اور اسے بچانے کے لئے شور قیامت برپا نہ کرے۔ کیا ایک بچے کو بیہودہ حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر باپ کا حق نہیں ہوتا کہ اسے ڈانٹ کر اس برے کام سے روک دے؟ پس ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلافِ اسلام عقائد کے بطلان میں سختی سے کام لینا ہر گز قابلِ اعتراض نہیں ٹھہرتا۔

—— (۳) ——

آیئے ذرا واقعات کی روشنی میں بھی اس کتاب کا جائزہ لیں۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۸۹۷ء میں شائع کی گئی تھی اس کے بعد سے آج تک اس کے سات ایڈیشن اردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر مختلف ممالک میں پھیل چکی ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں کوئی احمدی خیال کا مسلمان نہیں اور شاید ہی کوئی احمدی ہو جس کے پاس اس کے امام کے ارشادات عالیہ موجود و محفوظ نہ ہوں۔ یہ کتاب عیسائی مناظرین۔ مناد اور حاکموں کے زیر نظر بھی رہی۔ جو شخص بر اعظم ہندو پاکستان کی مذہبی تاریخ سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ انیسویں صدی سے لے کر اب تک یہ خطۂ زمین مذہبی مناظرات و مباحثات کا اکھاڑہ بنا رہا ہے اور اب بھی بنا ہوا ہے۔ مسلمان۔ ہندو۔ عیسائی۔ برہمو۔ آریہ۔ سناتنی۔ بہائی۔ یہودی۔ سکھ کتنے ہی مذاہب یہاں موجود ہیں۔ پھر آگے ہر مذہب میں سینکڑوں فرقے موجود ہیں اور ہر ایک فرقے سے تعلق رکھنے والا خاموش اور مردہ نہیں بلکہ اپنے تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان میں آتا ہوا ہے اور ہر ایک چومکھی لڑائی لڑ رہا ہے اس قسم کے مذہبی اکھاڑے کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے ملک میں موجود نہیں۔ اس ملک میں مذہب کے نام پر مباحثے اور مناظرے بھی ہوئے جلسوں میں ہنگامے بھی ہوئے۔ ہاتھا پائی اور دنگا فساد تک بھی نوبت پہنچی۔ قتل بھی ہوئے زہر بھی دئے گئے۔ عزتیں بھی خاک میں ملوائی گئیں۔ مقدمات میں بھی گھسیٹا گیا لیکن ایسا ایک واقعہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا جس کی وجہ یہ کتاب قرار دی جا سکے بلکہ ہم یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ کبھی ایک مرتبہ بھی احمدی فرقے کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں منافرت یا مناقشت کے جذبات بھڑک کر بد امنی کی صورت پیدا نہیں ہوئی — کیا تاریخ اندھی ہے؟ کیا اخبارات کے نمائندے خواب خرگوش میں تھے؟ کیا حکومت غافل تھی؟ آخر وہ کونسا موقع اس چھیاسٹھ سالہ دور میں آیا جبکہ ایسی منافرت پیدا ہو کر کبھی جھگڑے یا نقض امن کی صورت پیدا ہوئی؟ کبھی نہیں۔

پس جس بات کو اتنے لمبے عرصہ کی تاریخ غلط اور بے بنیاد قرار دیتی ہے وہ آج کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے۔

مزید برآں اگر یہ کتاب ایسی ہی دل آزار اور باعثِ منافرت ہوتی تو وہ عیسائی پادری جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی کو اپنا جزو ایمان قرار دے لیا تھا اور ہر وقت نقصان پہنچانے کی تاک میں تھے یہاں تک کہ جھوٹے مقدمے خون کے گھڑ کر حضور کو عدالتوں میں گھسیٹتے تھے وہ کیوں اتنا لمبا عرصہ خاموش رہے — اس وقت تو حکومت بھی عیسائی تھی اور ایسا طاقتور اور مسلح حکومت تھی کہ اس کے سامنے ہندوستان کے پینتیس ۳۵ کروڑ آدمی بھی دم نہیں مار سکتے تھے۔ کیا کبھی کسی موقع پر عیسائی پادریوں نے عیسائی حکام نے اسے باعثِ منافرت قرار دیا؟ اگر نہیں اور ہر گز نہیں تو آج ٦٦ سال کے بعد کون عقلمند ایسا قرار دے سکتا ہے؟

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم کلام سے عیسائیت پر زوردار حملے کئے ہیں عیسائی مناد اور پادری جو جگہ بجگہ گھومتے پھرتے تھے اور مسلمانوں کو دق کرتے تھے احمدی مبلغ یا عالم کو دیکھ کر سامنے آنے کی جرأت تک نہیں کرتے کجا یہ کہا جائے کہ ان کی طرف سے نقض امن کا خطرہ ہے۔ وہ بیچارے تو اپنا سر چھپاتے پھرتے ہیں اور بعض تو صاف کہدیتے ہیں کہ ہمیں احمدیوں سے گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

—— (۴) ——

کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کے بعض الفاظ سے عیسائیوں کے دل دکھے ہیں مثلاً مسیح ناصری علیہ السلام کی طرف لعنتی موت کے الفاظ منسوب کرکے گویا عیسائیوں کے خدا کی ہتک کی گئی ہے اور اس سے عیسائیوں کے دل دکھتے ہیں افسوس ہے کہ اس پہلو سے بھی نہایت ناسمجھی کی بات کی گئی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ عیسائیوں کو تو اس سے خوش ہونا چاہیئے اور خوشی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ ان کا ایمان ہے کہ یسوع مسیح ان کے گناہوں کی خاطر مصلوب ہو کر لعنتی ہوئے اگر کسی کو اعتبار نہیں تو خود ان عیسائیوں سے جا کر دریافت کرے کہ کیا ان کا یہ عقیدہ نہیں۔ کوئی عیسائی عیسائی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ رسولی عقیدے پر ایمان نہ رکھے اور رسولی عقیدہ میں وضاحت سے درج ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر مر کر تین دن جہنم میں رہا اور پھر زندہ ہوا۔ مرا اس لئے کہ تمام عیسائیوں کے گناہ اٹھا کر خدا کی لعنت کا مورد بن جائے تا عیسائی پاک صاف اور دھل دھلا کر بے دھڑک دوبارہ اپنی عیاشیوں اور کرتوتوں میں مشغول ہو جائیں اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو شاید گلتیوں کی یہ آیت تسلی کا باعث ہو۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا
اس نے ہمیں مول لے کر شریعت
کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ
جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے!"
(گلتیوں ۳/۱۳)

پس یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس کتاب میں یا کسی اور کتاب میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں اوّل درجہ کی غلط بیانی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو عیسائیوں کے اس عقیدے سے بیزاری کا اظہار فرماتے ہیں کہ اگر تم صلیب پر مسیح کے فوت ہو جانے کا عقیدہ رکھو گے تو اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک ہو گی جو خدا کے ایک پیارے نبی کے لئے مناسب نہیں۔

سبحان اللہ! ایک شخص خدا کے ایک بزرگ نبی کی عزت قائم کرتا ہے اس پر سے تمام الزامات لعنت اور دوری اور تاریکی کے دور کرتا ہے اور پھر بھی اس کی ہتک کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ محمّد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسٰے علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم تھے پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں" (نور القرآن)

پھر فرمایا:۔

"اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور اپنی بے ایمانی سے لعنت کے بُرے سے بُرے مفہوم کو جائز رکھا لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے اور وجود کے ذرّے ذرّے پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت!!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو افسوس ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق ہو گیا تھا"
(تحفہ قیصریہ)

پھر فرمایا:۔

کیا توریت گواہی نہیں دیتی کہ مصلوب لعنتی ہے۔ پس اگر مصلوب لعنتی ہوتا ہے تو بے شک وہ لعنت جو عام طور پر مصلوب ہونے کا نتیجہ ہے مسیح پر پڑی ہوگی لیکن لعنت کا مفہوم دنیا کے اتفاق کی رو سے خدا سے دور ہونا اور خدا سے برگشتہ ہونا ہے۔ فقط کسی پر مصیبت پڑنا یہ لعنت نہیں ہے بلکہ لعنت خدا سے دوری اور خدا تعالیٰ سے نفرت اور خدا سے دشمنی ہے اور لعین لغت کی رو سے شیطان کا نام ہے اب خدا کے لئے سوچو کہ کیا روا ہے کہ ایک راستباز کا خدا کا دشمن اور خدا سے برگشتہ بلکہ شیطان نام رکھا جائے اور خدا کو اس کا دشمن ٹھہرایا جائے بہتر ہوتا کہ عیسائی اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے مگر اس برگزیدہ انسان کو ملعون اور شیطان نہ ٹھہراتے اس نجات پر لعنت ہے۔"

(سراج منیر)

ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں کہ کیا جس شخص کا یہ مذہب ہو جو اوپر بیان ہوا اور جو مسیح علیہ السلام کی عزت قائم کرنے کے لئے اتنا بے قرار ہو کیا اس کے بارے میں کہا جا سکے گا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی ہتک کرتا ہے یقیناً مسیح علیہ السلام کی روح اس کے لئے دعا کرتی ہوگی۔ اور اس کی شکرگزار ہوگی۔

پس جس بنیاد پر یہ حکم صادر کیا گیا ہے وہ بنیاد ہی غلط ٹھہرتی ہے

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کتاب میں ساری عیسائی قوم کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے یہ قوم کی قوم نجاست خور ہے۔ اور اس قسم کے الفاظ ساری قوم کے بارے میں استعمال کرنا رنج و دکھ پہنچانے کا موجب ہے۔ اس کے بارے میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں جس میں اس اعتراض کا جواب آجاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اشتہار عام اطلاع کیلئے

اگرچہ یہ کتاب بعض متفرق مقامات میں عیسائیوں کے حملوں کا جواب دیتی ہے اور ان کو مخاطب کرتی ہے لیکن یاد رہے کہ باوجود اس بات کے کہ عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے۔ مگر پھر بھی ہم نے اس کتاب میں جہاں کہیں عیسائیوں کا ذکر آیا ہے بہت نرمی اور تہذیب اور لطف بیان سے ذکر کیا ہے اور گو ایسی صورت میں کہ دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا جواب سختی سے دیتے لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا اور وہی امور لکھے ہیں جو موقعہ اور محل پر چسپاں تھے اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہماری اس کتاب میں اور رسالہ "فریاد درد" میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور نہ ان کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں ایسے لوگوں کو بلاشبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تقریر کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی ہیں جو حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں منہ پر لاتے اور کتابوں میں شائع کرتے ہیں سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے۔

ہم اسبات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے خلاف ہو اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان)"

پھر فرمایا:۔

"اے نالائق کیا تو اپنے خط میں سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو زنا کی تہمت لگاتا ہے اور فاسق و فاجر قرار دیتا ہے اور ہمارا دل دکھاتا ہے ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک تہمتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو۔ یقیناً جو کچھ تم جناب مقدس نبوی کی نسبت بُرا کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا۔ مگر ہم اس سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں۔ جس نے نہ کوئی خدائی کا دعوےٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی اور ان پر ایمان لایا"

(نور القرآن ۲ ص)

پھر فرمایا:۔

"ہم اسبات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل یہ نمبر نور القرآن جاری ہوا ہے۔ جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے اور اپنی ذاتی خباثت سے اس امام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افتراء سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے لہذا محض ایسے یاوہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔ . . . .

... لیکن عیسائیوں نے ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا یعنی ان بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا۔ جن کی سزا لعنت ہے۔ ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الٰہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں۔ قرآن نے ہمیں ایسے گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی اس شخص کی چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور آپ خدائی کا دعوےٰ کیا اور ایسے پاکوں کو جو ہزارہا درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں۔ سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسےٰ بن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس برابر تک پادری صاحبوں کی گالیاں سنکر اختیار کیا ہے اور بعض نادان مولوی جن کو اندھے اور نابینا کہنا چاہیئے عیسائیوں کو معذور رکھتے ہیں کہ وہ بیچارے کچھ بھی منہ سے نہیں بولتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بے ادبی نہیں کرتے لیکن یاد رہے کہ درحقیقت پادری صاحبان تحقیر اور توہین اور گالیاں دینے میں اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے جس مولوی کی خواہش ہو وہ آکر دیکھ لیوے اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے طریق کو چھوڑ کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آویں گے اب تو وہ اپنے یسوع پر آپ حملے کر رہے ہیں اور کسی سب و شتم سے باز ہی نہیں آتے ہم سنتے سنتے تھک گئے اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو اس مظلوم کا حق نہیں کہ اس کے باپ کو بھی گالی دے اور ہم نے تو جو کچھ کہا واقعی کہا وانما الاعمال بالنیات"

خاکسار مرزا غلام احمد

۲۰ رستمبر ۱۸۹۵ء"

حضور کی ان تحریروں سے واضح ہے کہ حضور کے مخاطب وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضور

کے اور دیگر مسلمانوں کے سینوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی داوگی دابی دامی پر جھوٹے اور غلط اتہامات لگاتے تھے اور پھر ان کی تشہیر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے تمام ہندوستان میں کی تھی۔ مسلمانوں میں سے ایک ہی دل تھا جو ان زخموں سے چور ہو کر اٹھا اور اس نے حضور کی عزت کی ہتک کرتے ہوئے دیکھ کر برداشت نہ کیا اور شیر کی طرح عیسائیوں پر لپکا کیا یہی شخص اس بات کا مستحق ہے کہ ہم اس کی تحریریں ضبط کرلیں! العجب ثم العجب۔ پھر اگر اس دلیل کو ذرا اور کھینچا جائے تو ایک نہیں ہزاروں کتب ایسی ملیں گی جو قابل ضبطی قرار دی جائیں گی۔ عیسائی تو الگ رہے خود مسلمانوں کے کس نامور لیڈر نے اپنی قوم کا رونا نہیں رویا پچھلے دو سو سال میں کسی بھی نامور مسلمان مصنف مفتر یا مقرر کی تحریریں دیکھ لیجئے ہر جگہ مسلمان قوم کی نااہلی۔ بددیانتی۔ بے غیرتی اور بے ایمانی کا رونا ملے گا۔ سرسید احمد خان نے واقعہ غدر ۱۸۵۷ء کو بغاوت قرار دیا بلکہ اسے "حرام زدگی" کہا ــــ کیا ہندوستان کی آزادی کی سب سے پہلی کوشش جس کی یاد میں آج بڑے فخر سے جلسے کئے جاتے ہیں اور نشانات قائم کئے جاتے ہیں ــــ میں شامل ہونے والے سارے مسلمان بقول سرسید احمد خاں حرامزادے تھے ــــ کیا سرسید کی یہ تحریر کسی مسلمان حاکم کی نظر سے نہیں گزری یا کیا وہ قابلِ ضبطی نہیں؟

سرسید تو خیر حکومت کے ٹوڈی ٹھہرے کیا فتویٰ ہے علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کے بارے میں اور مولانا حالی کے بارے میں؟ کیا اس بنیاد پر علامہ اقبال کی یادگار شکوہ اور جواب شکوہ قابلِ ضبطی ہے؟ ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

کیا یہ شعراب سے لے کر زمانہ نبوی تک کے مسلمانوں اور ان کی مسلمانی کی صف نہیں لپیٹ دیتا؟ ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

کیا مسدس حالی جس کے بارے میں فخر یہ سرسید کہتے تھے کہ جب اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہو کر سوال ہوگا کہ تم نے دنیا میں کیا اعمال کئے تو میں جواب دوں گا حضور اور تو کچھ نہیں کر سکا البتہ حالی سے مسدس لکھوا لایا ہوں ــــ کیا اس مسدس میں مسلمانوں کی ساری قوم کو بے نقط نہیں سنائی گئیں۔ کیا اس سے ہر ایک مسلمان فرد جو زمین کے پردے پر سانس لیتا ہو مراد ہے! کیا اس بنیاد پر یہ کتاب بھی قابل ضبطی قرار دی جا سکتی ہے؟ غیر قومیں تو صرف ہوا ہی کرتی ہیں ان کی طرف سے دشمنی اور دشنام دہی تو ہوا ہی کرتی ہے لیکن اپنوں کو ساری کی ساری قوم کو بے نقط سنا ڈالنا قابل تعزیر نہیں؟

کیا عجب کہ آج کل کچھ دانشمند مسلمانوں کے اس قومی سرمایہ پر بھی ہاتھ ڈال بیٹھیں!

ان بزرگوں کو جانے دیجئے ذرا القول خود ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ ان کی تحریریں عام طور پر پاکستان اور ہندوستان میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ کیا ان سے مسلمانوں کے جذبات مجروح نہیں ہوتے کیا وہ خدائی فوجدار ہیں، کہ جدھر چاہیں تیر و نشتر کی بوچھاڑ کر دیں اور کوئی ہاتھ روکنے والا نہ ہو۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"افسوس ہے لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔"

[مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صــــ ۳۷]

"باقی رہا نظام حکومت وہ "پاکستان" میں بھی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ "ہندوستان" میں ہوگا۔ ... مسلمانوں کی کافرانہ اسلامی حکومت اسلامی نقطۂ نظر سے غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت کے مقابلہ میں قابلِ ترجیح نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ قابلِ لعنت ہے۔" (ایضاً صــــ ۱۳۱ حاشیہ)

"یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔"

(ایضاً صــــ ۱۳۰)

"مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت منافق اور فاسق العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔"

(تنقیحات ایڈیشن پنجم صــــ ۱۴۴)

ہمارا بھی عجیب ملک ہے کہ عام جمہور مسلمانوں کا دل مجروح کرنے والا بے دھڑک اس ملک میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے اور اس پر کوئی پابندی نہیں!

یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس قسم کے اعتراضات پر کتب ضبط کی جانے لگیں تو یہ قصہ یہاں ہی پر بس نہیں ہوگا بلکہ اس قسم کی ضبطی کی درخواستوں اور عمل اور ردّ عمل اور مقدمات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا نہ صرف مسلمان عیسائیوں کے خلاف بلکہ ہندؤں کے خلاف بھی کتب کی ضبطی کے دعوے شروع کر دیں گے۔ بلکہ ان دونوں قوموں کے منّاد اسلام کی بنیادی کتب کے خلاف کارروائیاں کریں گے اور کیا عجب کوئی عیسائی ملک یا ہندو ملک انہی دلائل سے فائدہ اٹھا کر جو یہاں کتاب مذکورہ بالا کی ضبطی کے بارے میں دیئے جا رہے ہیں نعوذ باللہ قرآن مجید پر پابندی لگانے کا قانون پاس کر دے!

کیا ہماری حکومت اس بات کو پسند کرتی ہے یا دانشمندانہ اقدام یقین کرتی ہے کہ اس قسم کا ایک پیمانہ بپا کرایا جاوے۔! اس طرح تو ہر مسلمان کا حق ہوگا کہ وہ بائیبل پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرے کیونکہ یسعیاہ ۵۷/۳ میں لکھا ہے:۔

"لیکن تم اے جادوگرنی کے بیٹو! اے زانی اور فاحشہ کے بچو ... کیا تم باغی اولاد اور دغاباز نسل نہیں"

(یسعیاہ ۵۷/۳)

نیز پیدائش ۲۰ میں لکھا ہے:۔

"اور لوط ضغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اسے ضغر میں بستے ڈر لگا۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انھوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹی اندر گئی ......"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس قسم کا کفر اور بکواس نقل کرتے ہوئے بھی انسان کا قلم کانپ جاتا ہے کیا کوئی غیرت مند باپ اس قسم کے فقرات لکھنے یا پڑھنے برداشت کر سکتا ہے۔ پھر کیا ضبطی کا حکم اس پر نہیں لگنا چاہیئے۔؟ کیا کوئی کمزور مسلمان بھی پرانے عہدنامے کے ان اتہامات کو جو حضرت نوح اور لوط اور ابراہیم اور یونس اور داؤد اور سلیمان جیسے عظیم الشان انبیاء پر لگاتے ہیں پڑھ کر برداشت کر سکتا ہے یہ حوالے پڑھ کر انسان کا خون کھولنے لگتا ہے۔

پھر ہر مسلمان کا بلکہ ہر شریف یہودی کا حق ہوگا کہ وہ انجیل کے ضبط کئے جانے کا مطالبہ کرے کیونکہ اس میں لکھا ہے:۔

"اس نے جواب دے کر ان سے کہا اس زمانے کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے سوا کوئی اور نشان نہ دیا جائے گا۔"

(متی ۱۲/۲۹)

"اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔"

(متی ۱۶/۴)

"تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو۔"

(یوحنا ۸/۴۴)

پھر کیا ہر آدمی کا حق نہیں کہ اہل ہنود کی بنیادی کتب جن میں وحشیانہ اور ظالمانہ بداخلاقی کی تعلیم دی گئی ہے ان کے ضبط کرنے کا مطالبہ کرے ــــ آخر یہ سلسلہ کہاں تک چلے گا؟ کیا حکومت نے پابندی لگاتے ہوئے اس پہلو پر بھی غور کیا تھا! ہمارے نزدیک یہ حکم نہایت غیر دانشمندانہ بھی ہے،

ــــ(۵)ــــ

آئیے اب ذرا اس امر کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کیا پس منظر تھا جس میں یہ کتاب لکھی گئی۔ اگر ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جاوے تو واضح ہو جاتا ہے کہ اس براعظم میں آپس کی خانہ جنگی سے مغربی اقوام نے فائدہ اٹھا کر یہاں پہلے تجارتی لحاظ سے اور پھر سیاسی لحاظ سے اپنے قدم جمانا شروع کئے فرانسیسی، ولندیزی، جرمن۔ انگریز، اور پرتگیزی۔ متعدد قوموں نے اس غریب ملک پر دھاوا بول دیا لیکن آہستہ آہستہ باقی تو شکست کھا کر واپس ہو گئے مگر انگریزوں نے مستقل طور پر اپنی حکومت قائم کرلی۔

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ انگریز قوم خالص سیاسی لوگ ہیں ان کو صرف تجارت اور ملک گیری ہی سے دلچسپی ہے۔ مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے وسیع الخیال ہیں لیکن درحقیقت باوجود اپنی روادارانہ طبیعت کے یہ قوم کٹر مذہبی قوم ہے اور جہاں جہاں بھی اس کا قدم سیاسی لحاظ سے پڑا وہاں ساتھ ہی مذہب نے بھی اپنا رنگ جمانا شروع کر دیا آج تک انگلستان کے بادشاہوں اور ملکاؤں کو انگلستان کی کلیسیا کا نہ صرف سب سے اعلےٰ افسر سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کا خطاب "DEFENDER OF THE FAITH." بھی ہے یعنی عیسائی مذہب کا محافظ تمام سرکاری اور قانونی عبادتوں میں اس کے لئے دعا مانگی جاتی ہے ۱۶۷۶ء میں انگلستان کے لارڈ چیف جسٹس نے فیصلہ دیا تھا کہ مسیحیت قوانین انگلستان کا ایک حصہ ہے جو شخص اس کے خلاف آواز اٹھائے اسے سخت سزا دی جا سکتی ہے۔ عیسائی طاقت کا ایک زبردست مظاہرہ ایڈورڈ ہشتم بادشاہِ انگلستان اور موجودہ ملکہ الزبتھ کی چھوٹی بہن کے رشتوں اور شادیوں کے بارے میں کیا جا چکا ہے دونوں موقعوں پر سارا شاہی خاندان اور بڑے بڑے لارڈ ایک طرف اور چرچ دوسری طرف تھا لیکن دونوں مرتبہ چرچ ہی کی فتح ہوئی۔ پس یہ خیال غلط ہے کہ انگریزوں میں مذہبیت یا مذہبی تعصب کم ہے وہ دراصل بڑے پکے اور راسخ العقیدہ مسیحی ہیں اور ان کے سیاسی عروج کے ساتھ ساتھ عیسائیت بھی نفوذ کرتی چلی جاتی ہے،

ہندوستان میں بھی انگریزوں کے سیاسی استحکام کے ساتھ ساتھ عیسائیت نے بھی پر پُرزے نکالنے شروع کئے سب سے پہلے ۱۸۱۳ء میں اس بارے میں انگلستان میں یہ پالیسی طے کی گئی :-

"اس ملک کا فرض ہے کہ وہ مفید علوم و فنون کو رواج دے اور ہندوستان میں مذہبی اور اخلاقی اصلاحات کو نافذ کرے۔"

HISTORY OF PROTESTANT MISSIONS IN INDIA BY REV. M. A. SHERRING — LONDON. 1875.

"اس چارٹر میں یہ بھی درج تھا کہ ہندوستان میں ایک بشپ اور تین آرچ ڈیکنز (ARCH DEACONS) کے عہدے تین صوبوں میں قائم کئے جا دیں۔"

اس قانون پر شاہ برطانیہ کے دستخط ۲۱ جولائی ۱۸۱۳ء کو ہوئے اور اس سال ایک پادری ہنری مارٹن آگرہ پہنچ گیا اور اس نے بائیبل کا اردو ترجمہ کرایا ۱۸۳۴ء میں لارڈ میکالے نے انگریزی تعلیم کی طرف خاص توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں ایسے لوگ پیدا کرنے چاہئیں جو

"خون اور رنگ کے لحاظ سے تو ہندوستانی ہوں لیکن اپنے مذاق خیالات۔ اخلاق اور ذہن کے لحاظ سے انگریز ہوں۔"

۱۸۳۵ء میں ایک مشہور عیسائی مبلغ - REV. C. G. Pfander رُوس کی قید سے آزاد ہو کر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے ہندوستان آ گیا اس نے آگرے میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور اسلام کے خلاف ایک کتاب **میزان الحق** لکھی۔ عیسائی اب تک اس کتاب کو بہت اہم قرار دیتے ہیں اس پادری نے مسلمانوں سے مباحثات شروع کر دیئے سب سے زیادہ مشہور مناظرہ اپریل ۱۸۵۴ء میں مولوی رحمت اللہ صاحب سے اکبر آباد میں ہوا۔

اس طرح ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ کا آغاز ہوا۔ پنجاب میں سب سے پہلے ۱۸۳۴ء میں ایک امریکن عیسائی کلکتہ سے ہوتے ہوئے لدھیانہ پہنچے اور یہاں مشن قائم کیا۔ یہ مقام ہندوستان کے اس وقت کے گورنر جنرل لارڈ بینٹنگ کی پسند پر چنا گیا تھا۔ لدھیانہ میں مشن کے قیام کے لئے سرکاری پولیٹیکل ایجنٹ کی طرف سے ہر ممکن امداد دی گئی ہاں کے بعد پنجاب فتح ہوتے ہی ایک مشن لاہور میں کھول دیا گیا۔

انگریز پادریوں نے تبلیغ کی ابتداء اس طرح کی کہ ۱۸۴۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے فوجی اور سول افسروں نے چرچ مشنری سوسائٹی لنڈن سے درخواست کی کہ وہ پنجاب میں تبلیغ کا کام شروع کریں چنانچہ ۱۸۵۱ء میں اس سوسائٹی نے اپنے کارکنوں کو جو ہدایات جاری کیں ان میں درج تھا :-

"ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر ایک نجات دہندہ کی آمد کی خوشخبری عیسائی حکومت کے شروع ہونے کے ساتھ ہی لوگوں میں پھیلائی جائے تو عیسائیت کے حق میں ایک زبردست اور ترقی پذیر تحریک ہوگی۔"

(THE MISSIONS BY. R. CLARK. P. 2-3)

چنانچہ ۱۸۵۲ء میں امرت سر میں ان کا پہلا مشن کھولا گیا۔ اس تقریب پر گورنر جنرل کے ایجنٹ سر ہربرٹ ایڈورڈز (SIR. HERBERT. EDWARDS) نے جو پُر زور تقریر کی اس کا ایک حصہ درج ذیل ہے :-

"وہ شخص نہایت ہی تنگ نقطہ نظر کا مالک ہوگا جو یہ خیال کرے کہ ہمارے چھوٹے سے انگلستان کو ہندوستان جیسا وسیع ملک فقط ہماری مادی بڑائی کے لئے دیا گیا ہے یعنی اس لئے دیا گیا ہے کہ ہم یہاں سے روپے پیسے کی تجوریاں بھر کر اپنے گھروں کو بھیج دیں . . . . . دنیا کی فتوحات اور جنگیں اس طرح ظہور پذیر ہوتی ہیں جس طرح دنیا کا خالق چاہتا ہے بڑی بڑی سلطنتیں اسی لئے معرض وجود میں آتی ہیں کہ خدا کا منشاء پورا ہو . . . . . خدا کی تمام تدابیر اور اس کے مقاصد وقت سے آگے ابدیت تک پہنچتے ہیں۔ ہمیں یہ مکمل یقین رکھنا چاہیئے کہ مشرق کا یہ برّ صغیر ہمارے ملک کو ایک خاص غرض سے دیا گیا ہے وہ مشن ہمارے جسموں اور دلوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ انسانوں کی روحوں سے تعلق رکھتا ہے . . . یہ ایک عجیب تاریخی اتفاق ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے وجود کی بنیاد انگلش کی اصلاح کے صرف دو سال بعد رکھی گئی اس لئے میں پورا یقین رکھتا ہوں اور یہ تنگ نظری نہیں کہ ہندوستان کا ملک انگلستان کو فقط اس لئے دیا گیا ہے فقط انگلستان ہی وہ ملک ہے جس نے عیسائیت کو اپنی اصل اور خالص شکل میں قائم رکھنے کے لئے سب سے زیادہ کوشش کی ہے اور بحیثیت قوم کے ہر ایک بت پرستی کے خلاف نہایت سختی سے احتجاج کیا ہے اور اس نے کسی وسیلہ کو تسلیم نہیں کیا سوائے اس کے جس کا نام بائیبل میں آتا ہے

اب ہمارا مشن یہ ہے کہ ہم دوسری قوموں کے لئے بھی وہی کچھ کریں جو ہم نے اپنے لئے کیا۔ ہندوؤں کو ہم توحید کی تعلیم دیں اور مسلمانوں کو اپنے وسیلہ کی۔"

"ہندوستان کو عیسائی بنانے کا کام عیسائیوں کا نجی فرض ہے پس پرائیویٹ ضمیروں کو اپیل کی جاتی ہے۔ نیز پرائیویٹ مساعی کو پرائیویٹ جوش کو اور پرائیویٹ نمونہ کو۔ ہر وہ عیسائی مرد اور عورت جو ہندوستان میں ہے جو اس وقت اس کمرہ میں موجود ہے اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ آج ہم جس کام کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ کام یہ ہے کہ ہم وہ بہترین ذرائع اور وسائل مہیا کریں، جن سے ہم اپنے ارد گرد کے ممالک میں انجیل کی تعلیم کو پھیلا دیں۔"

(پنجاب و سندھ مشنز ص ۱۶۱-۱۶۴)

وزیر ہند نے ایک موقع پر ایک عیسائی وفد سے کہا

"میرا ایمان ہے کہ ہر وہ نیا عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے انگلستان کے ساتھ ایک نیا رابطہ اور اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام کے لئے ایک نیا ذریعہ ہے"

خود وزیر اعظم انگلستان لارڈ پامرسٹن نے کہا :-

"میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اپنے مقصد میں متحد ہیں یہ ہمارا فرض ہی نہیں بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک بھی ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلا دیں۔"

لارڈ لارنس نے ایک موقع پر کہا :-

"کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہو سکتی کہ ہم عیسائیت ہندوستان میں پھیلا دیں"

(LORD LAWRENCE'S LIFE. 313 Vol. II)

انہی ایام میں حکومت نے ایک رپورٹ شائع کی جس میں لکھا تھا :-

"حکومت ہندوستان انتہائی شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ ان ۶۰۰ مشنریوں کی نیک کوششوں کو سراہتی ہے ان کا بے داغ نمونہ اور ان کی بے لوث خدمات انگریزی رعایا کی بے شمار آبادی کی دقیانوسی زندگی میں نئی روح پھونک رہے ہیں اور انہیں بہتر آدمی اور اس عظیم الشان ایمپائر کے بہتر شہری بننے کے لئے تیار کر رہے ہیں جس میں وہ بستے ہیں۔"

HISTORY OF PROTESTENT MISSIONS BY REV. M. A SHERING ص 468

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ کیا حکومت انگلستان اور کیا چرچ اور کیا عوام الناس سب کے سب اس بات کی تمنا اور شدید خواہش رکھتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستان کے کروڑوں باشندوں کو بپتسمہ دے کر عیسائی بنا ڈالیں اور انہوں نے ہر وہ طریقہ اختیار کیا جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکے مشن کھولے۔ سکول قائم کئے۔ ہسپتال بنائے۔ جگہ جگہ منادی کر کے پرچار کرنے لگے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے کتب شائع کیں اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا کہ بھولے بھالے اور سادے مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسا لیا جاوے عیسائی مبلغین ایک بے پناہ سیلاب کی طرح ہندوستان پر امڈے چلے آتے تھے یہ باطل کی فوج ہر فن اور ہر فریب سے لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتی تھی جبر نہ تھا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صلیب اور مادیت کا ایک بے پناہ سیلاب ہر طرف سے امڈا چلا آتا ہے اور اس کی روک تھام بنی نوع انسان کے بس کی بات نہیں ہے پادری علی الاعلان کہتے پھرتے تھے کہ یہ چند دن کی بات ہے اب ہندوستان میں دیکھنے کو بھی مسلمان نہیں ملے گا۔

چونکہ بنی نوع انسان کی سب تدابیر بے کار تھیں اس لئے حالی مرحوم نے کہا تھا ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

ان حالات میں ایک دل تھا جو اسلام کے لئے بریاں تھا ایک آنکھ تھی جو خون کے آنسو بہا بہا کر سجدہ گاہ کو تر کر رہی تھی۔ ایک روح تھی جو تڑپ تڑپ کر آستانۂ الوہیت کو کھٹکھٹا رہی تھی اس روح میں کچھ ایسا سوز تھا۔ کچھ ایسی محبت رسول کی گرمی تھی۔ کچھ ایسی اسلام کی فدائیت تھی۔ اس بندے کو ایسا قلب سلیم عطا ہوا تھا کہ آخر خدا تعالےٰ نے اسے گوشہ گمنامی سے نکال اسلامی فوجوں کا کمانڈر مقرر فرمایا اور اس نے اعلان کیا

"عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے کئی قسم کی سرنگیں تیار کر رہی ہے اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک رہزنی کے موقع اور محل پر کام میں لاتے ہیں اور بہکانے کے لئے نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کی جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں اور انسان کامل کی سخت توہین کر رہے ہیں جو تمام مقدسوں کا فخر اور تمام مقربوں کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سرتاج تھا یہاں تک کہ ناٹک کے تماشوں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادی پاک اسلام کے برے برے پیرائیوں میں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں اور سوانگ نکالے جاتے ہیں اور ایسی افترائی تہمتیں تھیٹر کے ذریعہ پھیلائی جاتی ہیں جن میں اسلام اور نبی پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کے لئے پوری حرام زدگی خرچ کی گئی ہے۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کو روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افتراء اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر

اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اس راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ ید بیضا نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے"

(فتح اسلام صفحہ ۵-۶)

پھر فرمایا:۔

"کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ سے کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے۔ یہاں تک کہ جو آل رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھ کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی کی گئی دکھا"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہنی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت جناب احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے تامل سراسر جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سردار و مولیٰ شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مرکوز ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں۔ تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفین کو کہتے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ بات ثابت کریں کہ وہ جس نبی کی پیروی کرتے ہیں جس کو شفیع اور منجی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہے اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ابدی طور پر مقیم ہے ...... سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اسی محبت اور پیروی کے روحانی فیوض سے جو سچے تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اللھم صل علیہ وبارک وسلم۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۰)

پھر فرمایا:۔

"اس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی کہ کبھی کسی زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی ......

اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنی تمام ذریت کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام نابود ہو جائے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آئے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر حجت پوری ہو سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا تو جلد وہ دن لا جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین"

(چشمہ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

خدائی قرنا سے یہ آواز بلند کی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے طوفان کا زور ٹوٹ گیا عیسائیت کا سیلاب جو مسلمانوں پر امڈا چلا آتا تھا اور جس سے کوئی مسلمان گھرانہ محفوظ نہیں تھا۔ اور جس کے تیز بہاؤ میں مسلمانوں اور مسلمان زادوں کی معصوم اولاد غرق ہو گئی تھی ——— مدہم پڑنے لگا اور دیکھنے والوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا کہ اس سیلاب کا رخ بدلا اور اسی شدت اور اسی زور سے وہ سیلاب مشرق سے مغرب کو بہنے لگا کجا وہ انیسویں صدی کہ مسلمانوں کا گھر گھر عیسائیت کی زد میں تھا اور کجا آج کا یہ منظر کہ دنیا کے کونے کونے میں اس خطۂ زمین سے اسلام کے مبلغ عیسائیت کے مستحکم قلعوں پر کامیاب حملے کر رہے ہیں۔ آج یورپ کا کون عیسائی ملک اس حملے سے محفوظ ہے؟ آج افریقہ کے جاگتے ہوئے براعظم کو دیکھو۔ کیا اس کی آنکھ عیسائیت میں کھل رہی ہے یا اسلام میں؟ آج کون افریقہ کا ملک ہے اس کے مشرق میں بھی اور اس کے مغرب میں بھی جہاں عیسائی مبلغین میں افراتفری نہ مچی ہوئی ہو۔ آج کونسی افریقہ کی آبادی ہے جہاں اسلام کا مبلغ عیسائیوں کو للکار نہ رہا ہو۔ ہاں وہی عیسائی پادری جو بڑے طمطراق سے ہندوستان کو فتح کرنے نکلے تھے اور عیسائی بنانے کی امیدیں لے کر آئے تھے خود اپنے گھروں اپنی اولادوں کے لئے متفکر و مشوش ہیں۔ آج وہی اسلام کا زرد اور مرجھایا ہوا چہرہ گلاب کی طرح سرخ جاندار اور فتح کی خوشی میں تمتما رہا ہے اور وہی عیسائیت کی دقیانوسی بڑھیا جو منہ پر غازہ مل کر اور مصنوعی دانت اور آنکھیں لگا کر مسلمان نوجوانوں کو ورغلانے آئی تھی اپنی اصل اور کریہہ شکل میں دنیا کے سامنے ہے۔ اسلام کا شیر ہاں وہی جس کو دنیا خیال کرتی تھی کہ گویا تھک کر اور بوڑھا ہو کر اپنے آخری دن گزار رہا ہے، آج پھر اس پرانی سی طاقت اور قوت کے ساتھ گرج رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آخر یہ کیوں اور کس طرح ہوا؟ حق یہ ہے کہ یہ اس خدا کے بندے کی نیم شبی دعاؤں ——— روحانی قوت قدسیہ اور پرزور اور پرتاثیر علم کلام کی برکت سے ہوا ہے ——— کیا ہم اسلام کے اس زبردست پہلوان کو یہ بدلہ دینا چاہتے ہیں کہ اس کی کتاب کو ضبط کریں اور اس کو پڑھنے اور پڑھانے سے منع کر دیں؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے اس زبردست کمانڈر کی فوج کو نہتہ کر دیں۔ اس کے ہتھیاروں کو توڑ دیں۔! کیا یہ بات اس بات کے مترادف نہ ہو گی کہ ہم پھر عیسائی مبلغین کے ہاتھ مضبوط کر کے اسلام کے دفاع کو کمزور کر دیں۔ کیا ہم سے یہ خواہش کی جاتی ہے کہ عیسائیت کے طوفان کے سامنے ہم اپنے گھروں کے دروازے پھر کھول دیں۔ کیا ہم نے اپنے وہ بچے جو عیسائیت کی آغوش میں پچھلے سو سال میں جا چکے ہیں واپس لے لئے ہیں۔! جو ہم مزید بچے اس کی آغوش میں دے دینے کا سامان کریں۔

اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس مرد خدا کی کوششوں کو سراہا۔ آیئے کچھ آراء ملاحظہ کریں۔ مرزا حیرت دہلوی فرماتے ہیں:

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابل میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رد میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے ہیں۔ آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا"

(اخبار کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

اخبار صادق الاخبار ریواڑی لکھتا ہے۔

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر انہیں ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے اور حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی

دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اس لئے انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور محسن المسلمین، فاضل اجل۔ عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔"

پھر اخبار وکیل ملاحظہ کیجئے۔

"غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی صف میں شامل ہو کر اسلام کیطرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

—(۶)—

ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے قارئین اس تجزیہ سے جو ہم نے اوپر کے صفحات میں کیا ہے، اور اس تصویری تقابل سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے قبل اسلام اور عیسائیت کی تھی اور جو آپ کے میدان جہاد میں کود نے کے بعد ہوئی اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حکومت مغربی پاکستان کا یہ اقدام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

کتاب ضبط کرنے کا کیا گیا ہے۔ نہایت غیر دانشمندانہ غیر منصفانہ اور بے جا ہے۔ ہر ایک روح جو اسلام سے محبت کرتی ہے اس پر احتجاج کرتی ہے۔ اور ہر ایک دماغ جو اسلام کی ترقی کی تدبیریں سوچتا ہے۔ اس پر حیرت کا اظہار کرتا ہے۔ ہمارا احتجاج زمین پر ہے۔ اور ہماری دعائیں اور آہیں آسمان کے لئے ہیں۔ کیونکہ ہمارے لئے یہ بات نہایت درجہ دکھ دینے والی اور رنجیدہ کرنے والی ہے کہ ہمیں اپنے پیارے امام کے ارشادات عالیہ جو قرآن مجید اور احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اپنے پاس رکھنے پڑھنے اور دوسروں تک پہنچانے سے روک دیا جائے۔ اے خدا تو ہمارے مجروح جذبات پر اپنے لطف وکرم اور رحمت کا پھایہ رکھ اور اس حکومت کو سمجھ دے۔ کہ اپنی اس غلطی کو جلد از جلد واپس لے کر رعایا کے ایک بہت بڑے حصہ کی جس کے دل محزون اور احساسات مجروح ہیں دادرسی کرے۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا بڑا لڑکا عزیزی نذیر احمد آج کل لندن میں حصول تعلیم کے لئے گیا ہوا ہے۔ اس کا امتحان ۱۱ر جون کو شروع ہو رہا ہے۔ امتحان کے بعد وہ جولائی کو واپس پاکستان آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عزیزی کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے۔ درویشان قادیان اور جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(بیگم چوہدری نبی احمد صاحب A/۲۴۳ محمد علی کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی نمبر۵)

۲۔ میری بڑی بیٹی شوکت جہاں بیگم ضعف جگر میں مبتلا ہے۔ اور میرے داماد ملک ظہور الدین اپنے کاروبار کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مریضہ کو صحت دے اور کاروبار میں ترقی دے۔

(خاکسار محمد فقیر اللہ خان ڈپٹی انسپکٹر سکول پنشنر محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ)

۳۔ میری والدہ صاحبہ کی طبیعت پھر زیادہ ناساز ہو گئی ہے۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے (منصور احمد ملک ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر خیرپور)

۴۔ خاکسارہ بی لے فائنل کے امتحان میں شامل ہو رہی ہے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے کامیابی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسارہ :۔ مودودہ طلعت بنت بشیر احمد صاحب بھٹی ۸/۱۱۸ رتہ روڈ راولپنڈی۔ کشمیری بازار

۵۔ میرے والد محترم ملک غلام احمد صاحب عارف بصیر پور ضلع منٹگمری چند یوم سے دل کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ طبیعت بہت پریشان اور مضمحل رہتی ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اور تمام بہن بھائیوں کو دینی تعلیمی اور دنیاوی ترقیات عطا فرما کر دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ نیز اُن کا سایہ عاطفت خارق عادت طور پر دیر تک مولیٰ اپنی رضا کے مطابق قائم و دائم فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاکسار بھی سلسلہ دفتری ترقیات دعاؤں کا محتاج ہے۔

(ملک منصور احمد خان مکان نمبر ۹۳ بی۔ آئی ۵ ۴۔ محلہ اسلام آباد منٹگمری)

۶۔ عزیز عبدالواسع چغتائی نے انگلستان میں ٹرانسپورٹ گریجوایٹ شپ کورس کا پہلا امتحان دینا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کامیاب فرمائے۔

محمد الیاس چغتائی ولد حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ روڈ لاہور

۷۔ میری اہلیہ عرصہ دس ماہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے (عبدالرحمٰن خان خرطوم لائنز ۔ نوشہرہ)

"تحریری مناظرہ" مفت طلب فرمائیں

محترم جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب آف عدن نے اپنی اور اپنے والد صاحب کی طرف سے "تحریری مناظرہ" کا یکصد نسخہ خریدا ہے۔ یہ نسخے ان دوستوں کو مفت بھیجے جا رہے ہیں۔ جو وعدہ کریں کہ وہ اسے پڑھ کر کسی تعلیم یافتہ عیسائی کو پہنچا دیں گے۔ ایسے دوست محصولڈاک کے لئے صرف چھ آنے کے ٹکٹ ارسال کر کے "تحریری مناظرہ" منگوا سکتے ہیں۔ صرف پہلی سو درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی (مینیجر الفرقان ربوہ)

رسالہ "الفرقان" کے متعلق ضروری اطلاع

ماہ مئی کا رسالہ مورخہ دس مئی کو تمام خریدار اصحاب کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کیا جا چکا ہے، جن دوستوں کا چندہ ختم ہے ان کے نام وی پی کر دیئے گئے ہیں۔ وصول فرما کر ممنون فرما دیں۔ اس نمبر میں دیگر اہم اور مخصوص مضامین کے علاوہ عیسائیوں کے تازہ کتابچہ "دنیا کا منجی کون ہے؟" کا مکمل جواب دیا گیا ہے کہ دنیا کے نجات دہندہ نبی حضرت مسیح نہیں بلکہ سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے

(مینیجر الفرقان ربوہ)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۶ر مئی ۶۳ء بروز جمعرات ۲½ بجے شب پہلا فرزند عطا فرمایا ہے احباب جماعت نومولود کی صحت و عافیت۔ درازی عمر خادم سلسلہ اور قرۃ العین ہونے کے لئے دعا فرما دیں۔

محمد صادق بٹ احمد نگر ۱۶ مئی ۶۳ء

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب پر پابندی غیر منصفانہ اور مفادِ اسلام کے خلاف ہے

اِس پابندی کو فوراً منسوخ کیا جائے۔ حکومت کے نام احتجاجی تاریں

ربوہ ـــــ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو ضبط کرنے سے متعلق حکومتِ مغربی پاکستان نے جو حکم جاری کیا ہے جماعتہائے احمدیہ اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس حکم کی منسوخی کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ اس ضمن میں ان کے ارسال کردہ احتجاجی تاروں کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

تعلیم الاسلام کالج کے احمدی طلباء کا تار

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" پر حکومتِ مغربی پاکستان کی عاید کردہ پابندی از حد صدمہ کا موجب ہوئی۔ یہ کتاب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک عیسائی کے سوالوں کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے دفاع میں شائع فرمائی تھی۔ ہمارے نزدیک یہ پابندی غیر منصفانہ غیر ضروری اور مفادِ اسلام کے خلاف ہے اور مذہبی آزادی میں براہ راست مداخلت کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کتاب جماعتِ احمدیہ کے مقدس لٹریچر کا ایک حصہ ہے۔ اس میں عیسائیت کے متعلق جو کچھ درج ہے اس کی سند بائبل سے پیش کی گئی ہے۔ اس کا قابل اعتراض نہ ہونا خود اس امر سے ثابت ہے کہ آج تک کسی عیسائی حکومت نے بھی اس کی اشاعت پر کوئی پابندی عاید نہیں کی ہم اس معاملہ میں جناب کی ذاتی مداخلت کی درخواست کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ پابندی کا یہ حکم فوری طور پر واپس لیا جائے۔ نیز آئندہ مذہبی آزادی میں اس قسم کی دخل اندازی کے خلاف بھی تحفظ کا یقین دلایا جائے۔

ارشد ترمذی

منجانب احمدی طلباء تعلیم الاسلام کالج ربوہ

چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ سیالکوٹ

"صوبائی حکومت کا حکم جس کی رو سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو ضبط کیا گیا ہے مذہبی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے۔ یہ کتاب پہلے پہل ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ التدعا ہے کہ یہ حکم واپس لیا جائے"۔

(نذیر احمد باجوہ ایڈووکیٹ سیالکوٹ)

مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ کا تار

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی سے شدید صدمہ ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ درخواست کرتی ہے کہ ضبطی کا حکم فوراً واپس لیا جائے"۔

(مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ)

جماعتِ احمدیہ تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ

"کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی جماعتِ احمدیہ کے لئے انتہائی صدمہ کا موجب ہوئی ہے۔ ازراہ کرم کتاب پر سے پابندی فوراً اٹھالی جائے"۔

(جماعتِ احمدیہ تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ)

جماعتِ احمدیہ گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

"کتاب سراج الدین عیسائی کے سوالوں کا جواب" پر جو پابندی عاید کی گئی ہے اسے فوراً اٹھایا جائے۔ یہ پابندی ہمارے لئے از حد صدمہ کا موجب ہے اور مفادِ اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ (جماعتِ احمدیہ گرمولا ورکاں)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب کو ضبط کر کے عیسائیت کو اسلام پر حملہ کرنیکا موقع دیا گیا ہے

احمدی جماعتوں کی احتجاجی قراردادیں

لجنہ اماء اللہ ملتان شہر

لجنہ اماء اللہ ملتان شہر کا یہ اجلاس ملتان شہر کی تمام احمدی مستورات کی طرف سے حکومت مغربی پاکستان کے اس حکم کے خلاف جس کی رو سے ہماری جماعت کے مقدس بانی اور مامور من اللہ کی تصنیف "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" پر پابندی عائد کی گئی ہے شدید احتجاج کرتا ہے اور ایسے سراسر غیر منصفانہ اور غیر دانشمندانہ قرار دیتا ہے۔ اس حکم سے ہمارے دلوں کو سخت ٹھیس پہنچی ہے اور اسے ہم اپنے مذہبی اور جمہوری حقوق کے خلاف سمجھتی ہیں۔ ہم صدر مملکت پاکستان۔ گورنر مغربی پاکستان اور ملک کے تمام ذمہ دار حکام سے ملتجی ہیں کہ وہ اس ناروا اور غلط حکم کو واپس لے کر اس صریح ناانصافی اور زیادتی کی تلافی کریں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ ملتان شہر)

جماعت احمدیہ حلقہ ناظم آباد جنوبی کراچی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کے ضبط کئے جانے کے بارے میں حکومت مغربی پاکستان نے جو حکم دیا ہے ہم ممبران جماعت احمدیہ حلقہ ناظم آباد جنوبی، کراچی اس کے خلاف پر زور احتجاج کرتے ہیں۔

اس کتاب کی ضبطی کے بارے میں جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ مبنی بر حقائق نہیں ہے یہ کتاب ایک عیسائی کے اعتراضی سوالات کے جواب میں جو اس نے اسلام پر کئے تھے لکھی گئی تھی اور اس وقت سے لیکر تقسیم ہند کے وقت تک عیسائی ہندوستان پر حکمران رہے مگر ان میں کسی نے بھی اس کتاب کو فرقہ دارانہ کشیدگی یا منافرت کا باعث قرار نہیں دیا۔ گذشتہ چھیاسٹھ سال میں اس کتاب کے ساتھ ایڈیشن اردو انگریزی میں شائع ہو کر مختلف ممالک میں پھیل چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایک اسلامی حکومت نے جو خود بھی اس بات کی قائل ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اس کتاب کو جس میں بائیبل کے پیش کردہ یسوع مسیح پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کی گئی ہے۔ قابل اعتراض ٹھہرا دیا اگر ارکان حکومت متی کی انجیل باب ۱ آیت ۱ تا ۱۶ میں یسوع مسیح کا نسب نامہ اور بائیبل میں پیدائش باب ۳۸ میں تمر کا حال اور یشوع باب ۲ میں راحب کا اور ۲ سموئیل باب ۱۱ میں بت سبع جو اوریاہ کی بیوی کا حال ملاحظہ فرما لیتے تو اب غیر دانشمندانہ حکم ہرگز نہ دیتے۔ بائیبل میں نہایت قابل اعتراض الفاظ میں ان تینوں عورتوں کا کیریکٹر بیان کیا ہو گیا ہے۔ جو یسوع مسیح کے نسب نامہ میں شامل ہیں۔ مگر پھر بھی کسی کے نزدیک بائیبل قابل ضبطی نہیں۔

اس حکم نے جماعت احمدیہ کے لاکھوں افراد کے دلوں کو سخت مجروح کیا ہے۔ لہذا ہم ممبران جماعت احمدیہ حلقہ ناظم آباد جنوبی، کراچی حکومت کے اس فعل کو سراسر غیر منصفانہ، بے ضرورت اور غیر دانشمندانہ قرار دیتے ہوئے زبردست احتجاج کرتے ہیں اور حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ اس حکم کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔

(ممبران جماعت احمدیہ حلقہ ناظم آباد جنوبی کراچی)

جماعت احمدیہ اوچ شریف ضلع بہاولپور

یہ اجلاس حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تصنیف "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے ضبط کرنے پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اقدام نہ صرف جماعت احمدیہ کے لاکھوں افراد کے دلوں پر ضرب کاری ہے بلکہ اشاعت اسلام کے لئے بھی بڑی رکاوٹ ہے۔ آجکل عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اسلام کی طرف سے یہ کتاب ایک دفاعی ہتھیار کی حیثیت رکھتی ہے ہم ممبران جماعت احمدیہ اوچ شریف حکومت پاکستان کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ براہ کرم اس حکم کو فوری طور پر منسوخ فرمایا جاکر کتاب کی اشاعت کو بحال فرمایا جاوے۔ (سیکرٹری جماعت احمدیہ اوچ شریف)

درخواستِ دعا

مکرم چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری کی صاحبزادی امۃ الکریم صاحبہ جو حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی پوتی ہیں بخار ٹائیفائیڈ کراچی میں شدید بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ عزیزہ نے امتحان میٹرک کے امتحان میں بھی شریک ہونا ہے اس لئے بھی بہت زیادہ تشویش ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزہ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز سے نوازے۔ آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۴